رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں ابھی اک نورانی چہرے کے پردے میں ہم

الفضل

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی انسے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ..... لیکن پھر بھی ... لوگ .. نہیں مانتے (چشمہ معرفت صـ ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپیہ

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنیجر الفضل
قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے
پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے
سات روپے
(۷عہ)

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صـ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۸۴

مدینۃ المسیح

۲۷- دسمبر حضرت مصلح موعود خلیفہ وقت نے سوا گیارہ بجے سے لیکر سوا ایک بجے تک اور پھر سوا دو بجے سے لیکر سوا چار بجے تک تقریر فرمائی جس میں حضور نے اپنی خلافت کو الٰہی شہادتوں سے ثابت کرنیکے علاوہ موجودہ پیش آنے والے واقعات کے متعلق حضرت اقدس کی پیشگوئیاں اس بارے میں بیان فرمائیں اور پھر دوسرے لیکچر میں جماعت کو عملی نصائح فرمائیں جنپر چلنے سے جماعت کمال ترقی پر پہنچے پھر بہت سا چندہ ہوا۔ اور جلسہ برخاست +

سوا گیارہ بجے سے پہلے جناب حقانی و جناب ثاقب مالیر کوٹلوی کی نظمیں ہوئیں۔ ثاقب صاحب نے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ اور حکیم خلیل احمد صاحب نے ایک درد بھری تقریر فرمائی۔ سامعین ساڑھے تین ہزار تھے ۲ دسمبر شام کے وقت شہر میں ۱۹۱۸- اور دار العلوم میں ۱۰۵ آدمیوں کی خوراک تقسیم ہوئی +

تازہ خبریں

تازہ ترین خبروں سے پایا جاتا ہے کہ جرمنوں نے ڈوور اور شیرنس پر طیاروں سے بم گرائے ہیں لیکن ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچا + امریکہ میں عام رائے جرمن مظالم کی وجہ سے جرمنی کے خلاف ہے۔ مغربی اور مشرقی میدان کارزار میں باوجود بے جگری سے حملہ آور ہونے کے جرمن ناکام رہے ہیں۔ اگرچہ وہ وارسا کے قریب ہی پہنچ گئے ہیں لیکن ان کے فتحیاب ہونیکی امید نہیں + آسٹریا کو گلیشیا میں برابر ہزیمتیں ہو رہی ہیں + میکسیکو میں بدامنی کا زور ہے + ترکوں کو کوہ قاف میں وان کی سمت شکست ہوئی ہے۔ مصری ہلال احمر نے انگریزی فوج کو اپنی خدمات پیش کر دی ہیں + پولینڈ کا میدان جنگ ... ۲ میل لمبا ہے + لنڈن کے اخبارات کو انکے نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ جرمن سپاہیوں کو پولینڈ کی لڑائیوں میں شامل ہونیسے پہلے ایتھر پلا دیا جاتا ہے تاکہ وہ خطرات کیطرف سے عارضی طور پر بے پرواہ رہیں + مہاراجہ سندھیا کی پیش کردہ

موٹر کاروں کو ملک معظم نے قبول فرمایا اور شکریہ کا تار دیا جسکا جواب مہاراجہ صاحب نے وفادارانہ الفاظ میں دیا ہے۔ ہندوستانی طالبعلموں کا طبی وفد جسمیں ۲۳۶ جوان شامل تھے بہت مفید ثابت ہوا ہے اسوقت ۱۷۵ جوان میدان جنگ میں کام کر رہے ہیں + صحتیاب ہندوستانی زخمی سپاہیوں کو میدان جنگ کیطرف واپس ہونیسے قبل لنڈن کے سیر کرنیکی اجازت ہو گئی ہے + شہنشاہ آسٹریا نے سکوندان میں اپنے خاندان کے ساتھ بڑا دن منایا + مصر یا نیوزیلینڈ اور آسٹریلیا کی فوجوں نے نمائشی قواعد کی مجمع نے انکو خوش آمدید کہا + جرمن مشرقی افریقہ کے بندرگاہ دار السلام کے نزدیک جزیرہ مٹیا کے پاس ایک مسلح چار دو دکشتوں والا جرمن جہاز دیکھا گیا ہے + جرمن جنگی جہاز ڈرسڈن ابھی تک تباہ نہیں ہوا اور خطرہ ہے کہ آئندہ موسم بہار میں جرمنی ۸ لاکھ مزید رنگروٹ تیار کر کے لائیگی + لنڈن ۲۴ دسمبر روس کے وزیر جنگ نے ایک امریکن اخبار کو تار دیا ہے کہ جرمنوں کا ادعائے فتح محض غلط ہے۔ دشمن دریائے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

امام مطاع ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔

یہ سوال کئی طرح سے حل ہو سکتا ہے تمام مناظر قدرت اور تمام اوراق تاریخ ماضی اور تمام موجودہ دول کی طرز حکومت اسپر بطور شواہد کے ہیں۔ ادیان ہوں یا ابدان تمام سلاسل جسمانی ہوں یا رُوحانی ایک امام مطاع ہی پر سلسلہ ختم ہو جاتے ہیں نظام شمسی میں بھی امام مطاع ضرور ہوتا ہے۔

توحید سب سے پہلے ہم سب سے اہم امر کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ سب سے اول مطاع ہمارا اللہ تعالیٰ ہے اس کی توحید ہی سے تمام خوبیاں جاری ہوتی ہیں اور شرک تمام شرور کا مجموعہ ہے۔ اب تم اسی سے سمجھ سکتے ہو کہ مطاع صرف ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ھو اللہ احد۔ کہہ دے اللہ ایک ہے۔ الٰھکم اللہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بلا مبادلہ رحم کرتا ہے۔ اور بالمبادلہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ان میں فساد پڑ جاتا۔ کون ہے جو شرک کی برائیوں اور فسادوں سے واقف نہیں۔ کیا توحید اچھی ہے یا تثلیث لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الٰہ واحد۔ دو معبود مت بناؤ۔ صرف ایک ہی معبود ہے۔

حاکم ایک ہی ہوتا ہے جتنے افسر زیادہ ہونگے۔ اتنا ہی فساد زیادہ برپا ہوگا۔ اور جتنی رعایا زیادہ ہوا تنا ہی حاکم کی حکومت کو عزت اور تمکین ہوگی۔ اعلیٰ حاکم صرف ایک ہی ایک وقت میں ہونا چاہیئے۔ ضرب اللہ مثلاً رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ھل یستویان مثلاً۔ بھلا یہ تو بتاؤ ایک آدمی کئی آقاؤں کا خادم ہے جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور ایک صرف ایک ہی آقا کا نوکر ہے۔ تو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ کلا و حاشا۔ ہر آقا کام لیتے وقت سخت سرزنش کریگا اور دوسرے آقا کا طعنہ دیگا کہ تم اس کا زیادہ کام کرتے ہو حالانکہ تنخواہ ہم سے بھی ویسی ہی لیتے ہو۔ اور وہ تیرہ وقت کہتا ہے کہ پہلے فلاں کرنے آئے ہو جو ہم سے مانگتے ہو۔ غرضیکہ نوکر کے لئے یہ آقا وبال جان ہو جاتا ہے ءاَرباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔ کیا بہت سے متفرق مالک اچھے ہیں۔ یا ایک اللہ جو سب پر حکمران ہے۔ غرضیکہ اہل عقل و دانش توحید کے محاسن اور شرک کے رذائل سے خوب آشنا ہیں۔ زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں۔

رسالت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں ایک وقت میں بہت بہت رسول آتے رہے ہیں۔ مگر دنیا کی اس وقت موجودہ حالت نہ تھی بلکہ ملک ملک سے جدا تھا۔ اور قوم قوم سے بالکل علیحدہ تھی۔ باہم مواصلات اور میل ملاپ کے ذرائع اور وسائل بالکل محدود تھے۔ اشاعت کے اسباب دنیا میں ابھی تک نو پید تھے۔ طرائق اور سبل بالکل مسدود تھے اسلئے ہر قوم کو الگ رسول دیا جاتا تھا۔ اور ہر ملک میں الگ مصلح مبعوث کیا جاتا تھا۔ مگر اس وقت بھی ایک ہی رسول مطاع ہوا کرتا تھا بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ اور ہارون ایک ہی وقت میں دو رسول تھے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی مطاع تھے۔ دو عملی بالکل نہیں تھی جیسا کہ قرآن شریف سے صاف مترشح ہو رہا ہے اور لا تتبعن اور افعصیت امری سے ظاہر ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا۔ خود اللہ تعالیٰ بھی جب ایک ہی وقت میں دو رسول ایک ہی قوم کے لئے بناتا ہے تو ایک کو دوسرے کے ماتحت کر دیتا ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم خداوندی کوہ طور پر تشریف لیجاتے ہیں تو اپنے بھائی ہارون کو اپنا خلیفہ بنا جاتے ہیں یاھارون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین۔ اے ہارون تو میری قوم میں میری نیابت کر اور اصلاح کر اور مفسدوں کے راستے کی اتباع نہ کر۔ اور وہ بھی اتنی احتیاط سے کام لیتے ہیں کہ قوم میں فساد پڑنے لگا تو سوائے منع کرنے کے اور سخت ایکشن نہیں لیتے اور حضرت موسیٰ کے قول کا انتظار کرتے ہیں یہانتک مطاع کا لحاظ ملحوظ رکھتے ہیں۔ خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی۔ میں ڈر گیا کہ تو کہدے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا اور تو نے میرے قول کا انتظار نہ کیا۔

خلافت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے زمانہ میں وقوع میں آئی کہ تمام دنیا ایک ملک کا حکم رکھنے کے قابل بننے کو تھی۔ اور آپ تمام جہان کے لئے رسول مقرر ہوئے۔ آپ پر تمام نبوتوں اور رسالتوں اور خلافتوں اور انسانی فضیلتوں اور شرافتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ کوئی کمال نہیں جو آپکی ذات بابرکات میں پایا نہ جاتا ہو۔ آپکے وجود باجود میں تمام متفرق آبادیوں کو ایک ہی ملک میں شامل کیا گیا۔ آپ سب اسود و احمر کے مطاع قرار پائے۔ اور آپکی وفات حسرت آیات پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ خلافت شروع کر دیا اور تعامل اسلام سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کرام نے ایک ہی امام ایک وقت میں تسلیم کیا۔ اور جس نے اس کو نہ مانا اس کو مرتد اور فاسق کہدیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو کچھ ارشاد کیا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ اور فرمایا تھا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو اس وقت کے خلیفے تھے اور ان سے یہ بیان کر دیا کہ یہ کیا بات ہے حضرت عمر نے یہ کہا ہے فرمایا۔ بیشک حضرت عمر بھی قابل عزت انسان ہیں مگر اطاعت میرے حکم کی ہونی چاہیئے۔ حضرت خلیفہ اول کے عہد میں مجھے ایک دفعہ خواب میں دکھلایا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے سامنے حضرت مسیح موعود بھی ادب سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ اب ان کا وقت ہے ہر ایک کو انکی اطاعت کرنی چاہیئے حتی کہ مسیح موعود بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آرہے ہیں۔

واقعی صرف ایک ہی امام کے ذریعہ سے جماعت کا شیرازہ قائم رہ سکتا ہے، دو امام دو جماعتوں کے ہو سکتے ہیں ایک جماعت کے دو امام ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ہمنے کبھی نہیں دیکھا کہ نماز پڑھانے کے لئے ایک ہی وقت میں دو امام ایک ہی صف کے آگے کھڑے ہو گئے ہوں آخر متعدد ائمہ اور خلفاء کے مجوزین نے بھی یہ کہدیا کہ جتنا ممکن ہو سکے اتنا ہی خلفاء کی تعداد کم ہونی چاہیئے اور سوائے دو کے کسی تیسرے کو وہ بنا نہیں سکے۔ مگر بالآخر انہوں نے بھی کچھ مدت کے بعد ایک کو ہی اپنا امیر تسلیم کیا۔ اور اس کا حکم اپنے کے لئے قابل اطاعت مان لیا۔ اور آج ہم پروگرام میں دو خلیفۃ المسیح اور انکے اُوپر ایک امیر المومنین کا نام پاتے ہیں۔ آخر اسی بات پر آگئے جسکی وہ مخالفت پر ہمیشہ سے آمادہ رہے ہیں۔ اتحاد بغیر کسی واحد حاکم کے ناممکن ہے ہمیشہ سے ایک ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے قلوب میں اتحاد اور اُلفت پیدا کی ہے۔ پہلے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اعداء کو اخوان بنایا۔ اور پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے مختلف فرق کے منتشر اعضاء کو ایک جماعت کی سلک میں منسلک کر دیا۔ مبارک ہیں وہ جو اس لڑی میں منسلک ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۲۹۔ دسمبر ۱۹۱۴ء

الفضل کی توسیع اشاعت

برادران! آپ دو روز سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کہ الفضل آپکی خدمت میں حاضر ہوتا اور فضل الٰہی سے جو فضل عمر کے ساتھ آنا مقدر تھا۔ حصہ لینے کی تحریک کر رہا ہے۔ اس غیر معمولی حاضری سے آپکے الفضل کو ایک اپنی غرض بھی مدنظر ہے۔ اور حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو وہ بھی آپ ہی کی غرض ہے۔ الفضل تو محض ایک واسطہ ہے۔ مگر محض واسطہ ہونے کے باوجود وہ آپ کی خدمت کے لئے مزید اخراجات کا بار برداشت کر رہا ہے ؀

دوستو! الفضل ایک اخبار ہے۔ لیکن اخبارات کے عام اغراض اس کے اغراض نہیں۔ اخبارات اپنے مالکوں کے لئے دنیوی مفاد کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اخبارات اپنے خرچ کے نکالنے کیلئے اجرتی اشتہارات شائع کرتے ہیں۔ اخبارات عوام کے خیالات کی پیروی کرکے بعض وقت ایک سچائی کی اشاعت سے باز رہتے ہیں۔ مگر آپکا الفضل خدا کے فضل سے اخبارات کی ان تمام خصوصیات سے بالاتر ہر ایک سچائی کی اشاعت کے لئے بے خوف اور محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھکر اپنے کالموں میں احمدیت کے ذکر کو مقدم رکھتا ہے۔ اور خالص احمدی اخبار ہے ؀

ناظرین الفضل! آپ سے پوشیدہ نہیں کہ نوعمر مگر اولو العزم الفضل کو مخالفت کی تیز ہواؤں اور جہالت کے خطرناک طوفان کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی دستگیری سے اس اخبار نے وہ کام کیا ہے جو ایک ہوشیار ملاح کشتی کو وسط ہلاکت سے باہر نکالنے کی صورت میں کرسکتا ہے۔ اگر آپکو یاد نہیں تو ہم یاد دلاتے ہیں۔ کہ کانپور کی مسجد کے معاملہ میں جب احمدیت کے مسلمہ اصولوں اور مسیح موعود کی پاک تعلیم کے صریح برخلاف عمل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور احمدی قوم کا ایک حصہ سیاست کے غلط مفہوم کا گرویدہ ہو کر روشنی سے تاریکی کی طرف جا رہا تھا اور قریب تھا۔ کہ وہ اپنے مقدس امام کی نصائح کو فراموش کرکے جہالت کے گڑھوں میں گر جاتا۔ اس وقت جس ہاتھ نے گمراہ ہونیوالے گروہ کو چراغ ہدایت دکھایا۔ وہ الفضل کے پاکباز ایڈیٹر کا ہاتھ تھا۔ اٹھو آپکا

الفضل ایک چراغ ہے

اور چراغ بھی وہ جس کو خود مسیح موعودؑ نے ایک رؤیا میں ملاحظہ فرمایا اور دیکھا۔ کہ چند آدمی اندھیرے میں جا رہے ہیں۔ اور قریب ہے۔ کہ وہ آگے آنے والے گڑھوں میں گر جائیں۔ اس وقت محمود ہمارے موجودہ امام۔ الفضل کے سابق ایڈیٹر) دوڑ کر ایک لمپ اٹھا لائے۔ اور ان کو راستہ دکھایا ؀

پس یاد رکھو۔ کہ تاریکی کے وقت ہلاکت کا راستہ اختیار کرنے والوں کو جس ہاتھ نے روشنی دکھائی۔ وہ الفضل کے ایڈیٹر کا ہاتھ تھا۔ اور جو لمپ اس ہاتھ میں دیا گیا۔ وہ یہی آپ کا الفضل تھا۔ کیونکہ کہا گیا تھا۔ کہ

فضل اُس کے ساتھ آئیگا

پھر یہی لمپ تھا جس نے نور الدین اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا آفتاب غروب ہونے پر عین عالم تاریکی میں مذبذب اور غلطی خوردہ قوم کو نور و ہدایت کی روشنی دکھا کر سلامتی اور امن کے راستہ پر ڈالا۔ یعنی یوں کہا جائے یہ الفضل ہی تھا۔ جس نے خلافت کے حریفوں کے تمام وار رد کئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے فضل عمر کے ہاتھ پر حبل اللہ پکڑنے والوں کی رہنمائی کی ؀

اس لئے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ الفضل اس فضل کا ہراول ان برکات کا پیش خیمہ ہے۔ جو موجودہ خلافت کے لئے مقدر تھیں۔ اور جن کا ظہور خدائے قادر و توانا کا ہاتھ قریب مستقبل میں کرنے والا ہے۔ اور یہ وہی چراغ ہے۔ جو مسیح موعود نے اپنے محمود کے ہاتھ میں دیکھا

پس مومنو! اس فضل کی تائید کرکے فضل سے حصہ لو۔ اور یاد رکھو۔ کہ چراغ کے لئے تیل کی ضرورت ہے لاریب خدا تعالیٰ اس چراغ کے لئے خود سامان کریگا۔ لیکن خوش قسمت ہے وہ جو خدا کے جلائے ہوئے چراغ کی روشنی کو بحال بلکہ ترقی کرتا دیکھنا چاہتا ہے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے اس کی خبر گیری میں کوشاں ہوتا ہے ؀

معاونین الفضل! لوگوں نے چاہا۔ کہ اس چراغ کو اپنے منہ کی پھونکوں سے گل کر دیں۔ اور کسی نے اس کا نام الفضل کسی نے الفہر رکھا۔ کسی نے ایڈیٹر کو قتل کی دھمکی دی۔ مگر خدا تعالیٰ نے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ؀ کے ماتحت ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ان کی تمام کوششوں کو بے سود و بے نتیجہ رکھا۔ ان کی تمام سعیوں کو عصائے موسیٰ کے ذریعہ پرزے پرزے کر دیا۔ اور اس چراغ کی روشنی کو ترقی دی۔ اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے اور اس فضل کا ہاں خاص فضل کا اظہار کیا۔ جس کا فضل عمر کے زمانہ میں آنا لکھا تھا۔ اور الفضل کی تحریروں اور مضامین کو خاص روشنی بخش کر تاریک دلوں کو اس کے ذریعہ سے منور کیا ؀

مکرم بھائیو! یہ ہے الفضل کی پوزیشن۔ یہ ہے اس کا درجہ۔ اور یہ ہیں اس کی خدمات۔ جو آج تک اس نے کی ہیں ؀ مگر افسوس ہے۔ اور سخت افسوس ہے۔ کہ اس روشنی و ہدایت کے چراغ کی تیاری اور قیام پر جو کچھ خرچ ہوا۔ یا ہو رہا ہے۔ اس میں آپ کا بہت کم حصہ ہے کیا یہ امر آپکے لئے قابل ندامت اور آپکے نام پر ایک دھبہ نہیں؟ کہ ۵ لاکھ کی جماعت میں سے الفضل کے صرف ۵۶۲ خریدار ہیں۔ اخبار کا حالانکہ ماہوار خرچ ۶۷۲ روپیہ ہے۔ اور نہ صرف سال گذشتہ ڈیڑھ ہزار کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ بلکہ امسال اس سے بھی زیادہ نقصان دکھائی دیتا ہے ؀

پس آپ کا فرض ہے۔ کہ فضل سے حصہ لینے کے لئے الفضل کی توسیع اشاعت کو ہر وقت مدنظر رکھیں ؀

مستورات کا جلسہ

مردانہ جلسہ کے ساتھ ساتھ مستورات کا جلسہ بھی کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔

بیرونجات سے زنانہ مہمانوں کی خاص تعداد دارالامان پہنچی ہے۔ ۲۶۔ دسمبر کو مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کا وعظ ہوا۔ اور ان کے بعد متعدد بہنوں کی تقریریں ہوئیں۔ اور اسی طرح ۲۷۔ دسمبر کو بھی جلسہ کی کارروائی جاری رہی۔ زنانہ جلسوں کی رپورٹ انشاء اللہ بعد میں شائع کیجائیگی۔ سردست صرف ہم اسقدر عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ مقررین میں قادیان کی بزرگ اور قابل بہنوں کے علاوہ جہلم کی قابل صاحب تصنیف بہن اہلیہ ملک کرم الٰہی بنت ملک مولا بخش صاحب ساکن گورالی بھی تھی۔ حضرت ام المومنین نے اپنے شایان شان حق مہمان نوازی ادا کیا ہے۔ امید کہ آئندہ سال انشاء اللہ اس جلسہ کو اور کامیاب بنانے کی کوشش کی جائیگی ؀

اور ہاں ہماری بہنیں الفضل کی توسیع اشاعت کا بھی خیال رکھیں گی ؀

قوم کسطرح ترقی کرسکتی ہے؟

قوم کا قوام افراد کے قوام پر موقوف اور منحصر ہے۔ قوم قوم نہیں ہوسکتی۔ جبتک اس کے افراد میں اپنی قوم کی پرسنیلٹی کے لئے غیرت اور حمیت نہ ہو۔ یہ تو بالکل ظاہر بات ہے۔ کہ دنیا میں ہر ایک فرد ہر ایک جنس اپنی زندگی اور نوعیت کو برقرار رکھنے کے لئے ازحد کوشش میں مصروف ہے۔ یہ قانون ہمیں دنیا کی ہر روزہ لائیف میں کام کرتا نظر آرہا ہے۔ دنیا میں سخت جدوجہد کا سلسلہ جاری ہے۔ اور تمام بڑی بڑی قومیں اس مقابلہ میں برسرپیکار ہیں۔ تمہیں معلوم نہیں۔ اسی لار آف دی سروائول آف دی فٹسٹ کی وجہ سے یورپ کے خرمن امن میں آگ بھڑک اٹھی ہے اور اس جنگ کے محرک سوائے قومیت کے شخصیت اور عزت کے قیام کے اور کچھ نہیں پس سب سے اولین فرض قومی ترقی کے حصول کے لئے قومی افراد میں اپنی قومیت کی عزت قایم رکھنے کا ہونا چاہیئے۔ ان کی انفرادی مساعی جمیلہ صرف اپنی قوم کی بہبودی میں صرف ہونی چاہیئے اور اپنے ذاتی مفاد اور منافع کی ان کو اتنی پرواہ نہ ہو۔ بلکہ ان کو قومی مفاد پر قربان کردیا جائے۔ جب تک یہ جوش قوم کے ہر عنصر میں پیدا نہ ہوجائے۔ قوم کما حقہ ترقی نہیں کرسکتی۔ اور اسی جوش اور سرگرمی اور مستعدی کو قولاً فعلاً عملی زندگی میں کرکے دکھلانا ہر ممبر قوم اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہو۔ قوم کا چال چلن اور سیرت عموماً اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہیئے۔ ریا اور خود غرضی کی آلائشوں سے بالکل پاک اور صاف ہونا چاہیئے۔ اور کسی قسم کا گند ان میں داخل نہ ہوا ہو۔ راست گفتار اور راست کردار ہوں۔ ان کے چال چال پر کوئی بھی کسی قسم کا حرف رکھتا ہو۔ وہ اپنی قوم کے ممبروں سے ایسی محبت رکھتے ہوں۔ کہ جس کی نظیر اس دنیاوی رشتہ میں ملتی نہ ہو۔ اور ان کے سامنے فروتنی انکساری اور تواضع سے پیش آویں۔ اور دشمن کے مقابلہ میں انمیں مداہنت اور منافقت کا بالکل نام و نشان نہ ہو۔ وہ اپنی قومی امتیازات کے پیش کرنے میں دنیا کے کسی فرد بشر سے دبتے نہ ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں ہر وقت کوشاں رہتے ہوں۔ وہ ہر وقت اللہ کی راہ میں اپنی جان اپنا مال قربان کرنے کے آمادہ اور طیار رہتے ہوں۔ ان کے تعلقات اللہ اور رسول اور مومنین سے ہی پختہ اور محکم ہوں ۔ ان کا ایک مرکز ہونا چاہیئے جوکہ قوم کے افراد کے لئے مرجع کا حکم رکھتا ہو۔ ان کا ایک مطاع امام ہونا چاہیئے۔ جس کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن پر اٹھاتے ہوں۔ بغیر مطاع امام کے قوم کا شیرازہ قایم نہیں رہ سکتا۔ امام قوم کے لئے قطب کا حکم رکھتا ہے جس کے گرد قوم کی چکی گردش کرتی ہے۔ یہ سب امور ہمیں اللہ کی کتاب قرآن شریف سے معلوم ہوئی ہیں۔ کیونکہ وہ کامل کتاب ہے۔ جس پر تمام کتب الٰہیہ کا خاتمہ ہے ۔

یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ وھم راکعون ومن یتول اللہ و رسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون ۔ اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہوجائیگا۔ تو تمہیں اس بات پر دلگیر نہیں ہوجانا چاہیئے۔ اور حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے۔ بلکہ آگے بڑھ کر قدم اٹھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے میں تمہیں ایک قوم دیگا۔ جو کہ اس کی محبوب ہوگی۔ اور وہ اللہ سے محبت رکھیں گے۔ باہم مومنوں کے سامنے وہ بڑے نرم اور حلیم ہونگے۔ کفار کے مقابلہ میں بڑے سخت ہونگے۔ وہ مومنوں کے اثر سے متاثر ہوجایا کریں گے۔ مگر کفار کا اثر ان میں کبھی بھی سرایت نہ کریگا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور اپنی جان اور مال صرف کرینگے۔ اور کسی ملامت گر کی ملامت سے خائف اور ترساں نہیں ہونگے۔ وہ حق کے پہنچانے میں کسی سے نہیں دبیں گے یہ اللہ کا فضل ہے۔ دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔ ضرور تمہارا دوست اللہ ہے۔ اور اسکا رسول ہے اور مومن ہیں جو کہ نماز کو ٹھیک ٹھیک قایم رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ امام کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور جو اللہ اور رسول اور مومنوں سے محبت لگائے وہ اللہ کے گروہ میں شامل ہوجاتا ہے۔ اور اللہ کا ہی گروہ بالآخر غالب ہوکر رہیگا ۔

پس مسلمانوں کی ترقی کا راز اس ارشاد خدا میں مضمر ہے۔ جوکہ اوپر مذکور ہوا۔ مسلمان ہوکر صرف انہی شرائط کے ماتحت ترقی کرسکتے ہیں۔ انہیں دین کی تڑپ ہونی چاہیئے۔ انہیں اپنی قومیت کے لئے سرگرمی اور مستعدی ہونی چاہیئے۔ وہ خدا کی راہ میں دین کی اشاعت میں اپنے مال اور جان لگادیں۔ اور حق کے پہنچانے میں کسی لائم کی ملامت کا خوف نہ کریں۔ ان میں مداہنت اور منافقت کا نام بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ مومن کبھی بودہ نہیں ہوسکتا۔ مومن بڑا بہادر ہوتا ہے۔ وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ جوکہ اپنے امتیازات کو قایم نہیں رکھتی۔ ایسے افراد جوکہ ہر قوم کی ہاں میں ہاں ملادیتے ہیں۔ اور اپنا کوئی قومی نشان اور امتیاز دوسروں کے آگے پیش کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں رکھتے۔ بھلا وہ قوم ترقی کے مدارج قصویٰ کو طے کرسکتی ہے۔ وہ تو دوسری اقوام کا شکار ہوجائیگی ۔

پیارو! احمدیت کیلئے میدان بالکل خالی ہے۔ اب دنیا میں کوئی بھی اسلامی فرقہ موجود نہیں ہے۔ جنہیں دین سے محبت ہو یا وہ دین کو ضروری اور اہم شے خیال کرتے ہوں ان کا اسلام صرف برائے نام ہے۔ اور ان کا دین محض چند رسوم کا مجموعہ ہے۔ وہ ایک قومی رواج قرار دیا گیا ہے وہ صرف قشر ہی قشر ہے۔ اس میں مغز بالکل نہیں رہا۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے خواجہ صاحب کو لکھا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے۔ ہمارا اسلام اور ہے۔ تم اللہ کیلئے اپنی جان اور اپنے مال احمدیت کی تبلیغ میں لگادو۔ اور تمام مذاہب کے سامنے اپنا خاص امتیاز پیش کرو۔ جوکہ اللہ نے تمہیں اس زمانہ کے اصلاح کے لئے عطا فرمایا۔ تم مسیح موعود کے وجود باجود کو دنیا میں پیش کرو۔ تم وہ دلائل دنیا کے سامنے رکھو۔ جوکہ مسیح موعود نے پیش کئے ہیں۔ اور اس کا زندہ نمونہ اپنے موجود امام میں دے سکتے ہو۔ اپنے امام کی اطاعت میں سرگرمی سے جمے رہو۔ صرف احمدیوں سے تمہارے دوستانہ تعلقات ہونے چاہئیں۔ اغیار سے تعلقات محبت عمدہ نتیجہ پیدا نہیں کرتے۔ اس سے دین میں کمزوری اور مداہنت کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے تم ایک خوش قسمت جماعت ہو۔ جس کا موجودہ زندہ امام بھی اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسے تعلقات رکھتا ہے۔ کہ اسکو اللہ نے بتادیا ہے۔ کہ جس راہ پر تم چل رہے ہو۔ وہ بالکل سیدھی راہ ہے۔ اور میں تم سے راضی ہوں۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد امام کی اطاعت بہت ضروری امر ہے۔ نماز درستگی سے ادا کرتے رہو۔ زکوٰۃ دیتے رہو۔ اللہ اور رسول اور مومنوں سے محبت رکھو کفار سے مت دبو۔ اللہ کی راہ میں ہر وقت کوشاں رہو اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو۔ تم اللہ کا گروہ ہو۔ تم ہی کامیاب اور غالب ہوگے ۔

سیرت المسیح الموعود علیہ السلام

آپ کی اعجازی قوت

احمد نور صاحب کمک بات یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میرا ایک عزیز جو جہلم رہا کرتا تھا۔ یہاں آیا۔ اس کے یہاں آنے کے بعد جہلم میں پلیگ شروع ہو گئی۔ اس نے حضرت صاحب سے واپس جہلم جانے کی اجازت چاہی۔ آپنے فرمایا کہ وہاں پلیگ ہے یہاں ہی ٹھہرو۔ اس نے دو تین دن کے بعد پھر اجازت چاہی۔ آپنے پھر ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس نے دو تین دن کے بعد پھر جانے کے متعلق دریافت کیا آپنے پھر روک دیا۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضور اب تو وہاں کچھ آرام ہے حضور نے فرمایا۔ اچھا جاؤ۔ اس نے کہا۔ کہ اجازت مل گئی ہے میں جاتا ہوں۔ میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ کیا حضور نے اسکو اجازت دیدی ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہاں وہ اصرار کرتا تھا اس لئے میںنے کہا کہ جاؤ۔ میں نے اپنے گھر آکر اپنی بیوی اور بھاوجہ کو کہا کہ اس سے آخری ملاقات کرلو۔ امید نہیں کہ یہ پھر آسکے حضرت صاحب نے اسے تین دفعہ منع کیا ہے لیکن یہ باز نہیں آیا۔ خیر وہ چلا گیا۔ اور چند ہی دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گیا ہے +

میاں چراغدین صاحب لاہوری بیان کرتے ہیں کہ ایکدفعہ میں قادیان آیا۔ دو چار دن کے بعد جب میں جانے لگا تو خیال آیا کہ اگر آج نہ جاؤں تو کل دفتر میں ۱۰ بجے کی بجائے ۱۲ بجے حاضر ہو جاؤنگا۔ اور صبح چھ بجے یہاں سے چل پڑونگا۔ اس طرح آج کی رات اور فیض صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جائیگا۔ یہ خیال کر کے میں ٹھہر گیا۔ صبح ۷ بجے جب حضور سیر کو نکلے تو میں نے جانے کے لئے اجازت چاہی۔ آپ نے دعا فرمائی اور اجازت دیدی۔ جب میں چلنے لگا۔ تو فرمایا منشی صاحب ابھی وقت ہے آؤ سیر کو چلیں۔ میں حضور کے ساتھ ہو لیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد جب حضور سیر سے واپس آئے تو مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اجازت ہے۔ میں نے کچھ نہ کہا اور چپکا ہو کر چل پڑا یکہ کرایہ کیا اور گیارہ بجے بٹالہ کے سٹیشن پر پہنچا۔ میرے وہاں پہنچتے ہی گھنٹی بجی تو میں نے پوچھا کہ کدھر جانے والی گاڑی کی گھنٹی ہے تو کسی نے کہا کہ لاہور جانے والی گاڑی کی۔ آج گاڑی دو گھنٹہ لیٹ ہو کر آئی ہے میں نے ٹکٹ لیا اور اسمیں سوار ہو کر بارام لاہور پہنچ گیا +

منشی اروڑے خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایکدفعہ میں موسم گرما میں حضرت مسیح موعود کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ جسوقت میںنے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اسوقت سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا دل ایسا چاہتا ہے کہ راستہ میں بارش ہو۔ اور میں بھیگتا ہوا جاؤں۔ آپنے فرمایا **خدا تعالیٰ کی رحمت سے کیا یہ بعید ہے**۔ میں رخصت لیکر روانہ ہو گیا۔ میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جب ہم بٹالہ کے قریب پہنچے تو فوراً ابر نمودار ہوا۔ اور بارش شروع ہو گئی۔ اور سٹیشن تک پہنچتے پہنچتے ہمارے کپڑے تربتر ہو گئے اور زمین پر پانی ہی پانی ہو گیا۔ رفیق سفر نے کہا۔ کہ آؤ کسی درخت کے نیچے کھڑے ہو جائیں تاکہ کپڑے بھیگنے سے بچ رہیں۔ میں نے کہا ہم نے بارش تو دعا کے ذریعہ منگوائی ہے۔ اب تو بھیگتے ہی جائینگے۔ کپڑوں کے تر ہونے کی کوئی پروا نہیں۔ چنانچہ ہم بارش کے برستے برستے ہی سٹیشن پر پہنچے +

حضرت مسیح موعود کی ہدایات تبلیغ کے متعلق

مولوی قطب الدین صاحب جو قادیان میں بودوباش رکھتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے باہر گاؤں میں جاؤ۔ حضور نے مجھے تبلیغ کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات فرمائیں :-

(۱) جو لوگ شدید مخالف ہوں اُنسے اعراض کرو۔ (۲) جو شخص کبھی کوئی مقدمہ ہار چکا ہو۔ یا اُس کا کوئی رشتہ دار مر گیا ہو یا بیمار ہو یا اور کسی قسم کا صدمہ اُسے پہنچا ہو۔ ایسے لوگوں کے پاس جا کر وعظ و نصیحت کرو۔ انکے دلوں میں صدمہ کے سبب تکبر اور انا کم ہو جاتا ہے۔ اور جس کا تکبر ٹوٹ جاتا ہے وہ حق کے قبول کرنے کے بہت قریب ہوتا ہے +

صداقت کی فتح

مولوی قطب الدین صاحب ہی ایک واقعہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ عبد اللہ آتھم کے ساتھ جب مباحثہ ہونے کی تجویز ہوئی تو حضرت مسیح موعود نے جو پہلا خط اسے لکھا۔ وہ مجھے دیا اور فرمایا کہ عبد اللہ آتھم کے پاس لے جاؤ۔ نیز امرتسر میں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی ہے۔ انکو اور مولوی غلام حسن صاحب کو یہ خط دکھا دینا۔ خط کا مضمون جو کہ مجھے یاد ہے یہ تھا۔ چونکہ تم کو آتھم کے منکر ہو اسلئے ایک سال قادیان میں آکر ٹھہرو۔ میں تمہیں فضل الہی سے خدا تعالے کی قدرت کا کوئی خوارق عادت نشان دکھلاؤنگا۔ اور سال بھر کا تمہارا خرچ خوراک میں دونگا۔ سوائے شراب کے جو کہ ہمارے مذہب میں ناجائز ہے۔ اگر اس عرصہ میں تم نے کوئی خوارق عادت نشان دیکھ لیا۔ تو اسلام قبول کر لینا۔ اور اگر کوئی نشان نہ ظاہر ہوا تو میں تم کو دو صد روپیہ ماہوار کے حساب سے سال بھر کا ہرجانہ دو ہزار چار سو روپیہ علاوہ خرچ خوراک کے دونگا یہ خط لے کر جب میں امرتسر پہنچا۔ تو مولوی محمد حسین کو میںنے دکھایا وہ یہ خط لے کر مولوی غلام حسن کے پاس گیا۔ اور پھر مولوی غلام علی کو بھی اس نے دکھایا۔ انھوں نے کہا کہ ہم تو یہ بات پسند نہیں کرتے کہ عبد اللہ آتھم کو یہ خط دیا جائے۔ کیونکہ اگر آتھم نے نشان دیکھ کر بھی انکار کر دیا تو پھر اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے یونہی سارا خرچ ضائع جائیگا۔ اور اگر وہ زبانی مسلمان ہو گیا۔ اور دل سے ایمان نہ لایا تو بھی کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ میں ان سے خط لیکر معہ شہر کے چند معززین کے عبد اللہ آتھم کے پاس گیا۔ اور اسکو خط دیا۔ اس خط کو پڑھ کر اسنے کا سننے سے انکار کر دیا۔ میں نے واپس آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سارا حال بیان کر دیا +

دعا کی تحریک کیونکر ہوتی ہے

منشی اروڑے خاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایکدن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ منشی صاحب دعا در اصل دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو عام دُعا ہے۔ لوگ دعا کیلئے ہمیں کہتے ہیں۔ اور ہم کرتے ہیں لیکن ہم تو بوجہ ہمدردی سبکے لئے دعا کرتے ہیں لیکن ایک خاص دعا ہوتی ہے۔ جو کہ اسوقت تک کسی کے لئے نہیں کی جا سکتی جب تک کہ کوئی شخص ہمارے دل میں اپنا درد نہ پیدا کر دے۔ پس خاص دُعا کرانے والے کو چاہیئے کہ ہمارے سامنے رہ کر اور پاس آکر جس طرح اس سے ہو سکے ہمارے دل میں درد پیدا کرے۔ پھر اسکے لئے خاص دُعا کی جاتی ہے۔ میں جب کبھی سنتا تھا

۲۶ دسمبر کی کاروائی

جلسہ ساڑھے نو بجے جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی صدارت میں شروع ہوا۔ میاں غلام فرید عالمیا توی نے اپنی نظم سنائی جو پسند کی گئی۔ پھر ۴۰ منٹ ۹ بج کر پر شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنا لکھا ہوا مضمون سنانا شروع کیا۔ یہ تقریر شیخ صاحب نے سوا تین گھنٹے میں ختم ہوئی۔ اور اتنا وقت گزر جانے کے بعد بھی شیخ صاحب ابھی کچھ اور کہنے کا جوش اپنے اندر رکھتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ چونکہ یہ مضمون لکھا ہوا تھا اور چھپ جائیگا اسلئے میں تفصیل چھوڑ کر کچھ خلاصہ لکھدیتا ہوں آپنے بتایا کہ میرا مقصد احمد قادیانی کے آئینہ میں احمد مکی کو دکھانا ہے اور سیدنا احمد اور سیدنا محمد دونوں کی زندگیاں متوازی خطوط میں چلی گئی ہیں۔

خاتم الانبیاء کی طرف سے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون بطور تحدی پیش ہوا۔ تو یہی آیت جس کی اسی فی ظلل الانبیاء کو بھی ہوئی۔ اور آپ کی بھی مطہر و مقدس زندگی کو بطور نشان نبوت پیش کیا گیا۔ اگر محمد رسول اللہ کو ایسے اصحاب ملے جنکے حافظے نہایت قوی تھے اور جن کے ذریعے انکی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہے تو احمدی نبی اللہ کے وقت میں پریس نے آپکی سیرت کے ہر شعبے کو محفوظ رکھا۔ اگر سیدنا محمد کی زندگی کے تقدس کی دشمنوں نے شہادت دی تو یہاں بھی دیکھو۔ علاوہ قادیان کے آریوں کے مولوی محمد حسین بٹالوی جیسا دشمن بھی بے اختیار گواہی دیتا ہے کہ براہین احمدیہ کا مؤلف مالی وجانی وحالی وقالی خدمات اسلامیہ میں ایسا نکلا ہے کہ اگلے مسلمانوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔

پھر دیکھو جیسے خاتم الانبیاء کو وحی ہوئی — دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ ایسے ہی یہ وحی مسیح موعود پر نازل ہوئی۔ اس سے آپکے اس تعلق کا پتہ لگ سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تھا۔ ابتدائی زندگی میں آپ کو گوشہ تعلوت پسند تھا۔ والد بزرگوار کاروباری آدمی تھے۔ وہ آپ کو عدالت میں بھیجدیتے۔ اور آپکو باوجود کراہت طبیعت عدالت میں جانا پڑتا۔ تو آپنے ایک خط لکھا۔ جس میں آپنے مقتضائے طبیعت کو ظاہر کیا (یہ رقعہ فارسی میں ہے جو شیخصاحب نے پڑھکر سنایا) اس خط کا مصرعہ لکن تکیہ بر عمر نا پائدار دید آپکے آخری عمر کی وحی بھی یہی ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ آپ دنیا سے کسقدر قطع تعلق کرنے والے تھے۔ پھر ایک اور تحریر سنائی جو ۶۰ سال کی ہے وھو ہذا۔

المساجد مکانی۔ الصالحون اخوانی۔ ذکر اللہ مالی۔ خلق اللہ عیالی۔ ان چار فقروں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپکے قلب کی کیا کیفیت تھی پھر ہر فقرہ کی عجیب دلچسپ تشریح کی اور اسی ضمن میں انما نحن مصلحون کہنے والے گروہ کے اعمال پر تنقیدی نظر کی۔ کہ ان لوگوں نے بھی ایک وقت کہا۔ مفسد تو تم ہو۔ ہم تو اصلاح چاہتے ہیں۔ اور بیان کیا کہ یہ آیت اور اسی کے ساتھ من شر غاسق اذا وقب کا الہام ہے۔ یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے کہ غسق یعنی نور کے جانے کے بعد اس قسم کا گروہ پیدا ہوگا۔

پھر ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی وحی آپ کی اولوالعزمی کا ثبوت ہے کہ اس بار امانت کا حامل صرف سیدنا محمد رسول اللہ ہی کا قلب تھا۔ اور اسکے بعد مسیح موعود کا۔ پھر اسی سلسلہ میں آپنے مسیح موعود کا۔ پھر اسی سلسلہ میں آپنے مسیح موعود کی زندگی کے مختلف شعبے دکھائے۔ مثلاً آپ کی زندگی بطور ایک شوہر کے کہ آپنے پچیس سال کے عرصہ میں ایک بار بھی اپنی زوجہ محترمہ پر ناراضی کا اظہار نہیں کیا۔ یہ سکون قلب ہر ایک کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر جیسے امہات المومنین کا ایمان اور اخلاص نبی کریم کے صدق دعوے کا نشان ہے۔ اسی طرح امّ المومنین کا ایمان مسیح موعود کے صدق دعوی پر دلیل۔ اور وہ کلمات جو آپ نے مسیح موعود کے جنازے پر فرمائے اور جینے سن لئے۔ تو تو میرے گھر کا نور تھا۔ تو تو نبیوں کا چاند تھا۔ تیرے طفیل ہمارے ہاں خدا کے فرشتے نازل ہوتے تھے خدا تجھ سے میرے گھر میں بولتا تھا ان فقرات کا سننا تھا کہ کوئی آنکھ نہ رہی جو اشکبار نہ ہو۔ پھر آپ کی زندگی بطور ایک باپ کے بطور ایک پیر کے دکھائی۔ اور پھر تمام سوانحات پر نظر کرتے ہوئے سیرت کا خلاصہ بیان کیا۔ پھر آپ کی بعثت ثانی بوجود حضرت محمود کو عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً سے ثابت کیا اور بتایا کہ مسیح موعود نے سلسلہ کے نظام کے لئے کیا اصول مقرر فرمائے۔ اور کیونکر آپنے دوسرے فرقہ ہائے مدعیان اسلام سے نماز۔ نکاح اور آپس کے خیالات میں الگ کردیا۔ پھر اس نظام کا مفصل ذکر کرتے ہوئے جنہوں نے اس نظام کو توڑنا اور سلسلہ میں تفرقہ ڈالنا چاہا۔ ایکے لیڈروں جو صدر انجمن کے ممبر بھی ہیں کے بارے میں پوچھا کہ اب احمدیہ جماعت میں ان سے کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ تو پونے تین ہزار کے قریب لوگ یکزبان ہو کر پکار اٹھے کہ اخراج

اسکے بعد شیخصاحب نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے واقعات اور آپ کے آخری کلام کا ذکر کیا۔ اور پھر کچھ اپنے متعلق بھی کہا کہ جو الزام مجھ پر لگائے جاتے ہیں انکے جواب کی ضرورت نہیں۔ تم یہ دیکھو کہ جن باتوں کی طرف میں گذشتہ سالوں میں توجہ دلاتا رہا ہوں کیسے صحیح نکلے۔

نماز ظہر و عصر

ایک بجے حضرت خلیفۃ وقت تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر جمع ہوئی۔ پھر لوگوں نے پگڑیاں پھینک پھینک کر بیعت کی۔ اور ۲ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔

جناب میر حامد شاہ صاحب کی تقریر

میر حامد شاہ صاحب نے اپنی نثر و نظم دلربا انداز میں سنائی۔ جس میں ان لوگوں پر اظہار افسوس تھا۔ جنھوں نے مرکز سے نہ صرف قطع تعلق کرلیا۔ بلکہ اسکی مخالفت اور رونق گھٹانے میں وہ سرگرمی دکھلائی جو غیر احمدیوں نے بھی نہیں دکھائی۔ نثر بہت رنگین اور دلکش اور نظم نہایت سلیس و دلچسپ تھی۔ جو احباب پڑھ لینگے۔ ہاں آپ نے وہ اشعار بھی پڑھے جو سورہ فرقان کے آخری رکوع کا ترجمہ ہے اور جو ایک رؤیا کے مطابق الحکم نے چھاپ کر شایع کئے ہیں اور سات بجے انکا ہدیہ ہے۔

مولانا سید سرور شاہ صاحب کی تقریر

پونے تین بجے حقائق آگاہ مولانا محمد سرور شاہ صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ جو مسئلہ نبوت و کفر کے متعلق تھی۔ مولانا موصوف کی کئی تقریریں میں نے سنی ہیں مگر یہ تقریر جداگانہ طرز کی تھی۔ اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ تقریر مولوی سرور شاہ صاحب کی نہیں تھی۔ بلکہ آپ کی زبان پر روح القدس بول رہا تھا۔

مولانا نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں اور بتایا کہ جہاں صیغہ بصیغہ ماضی ہے وہاں کسی گزشتہ نبی کی آمد کا ذکر ہوتا ہے اور بصیغہ مضارع ہو تو اس میں کسی آنے والے نبی کی بشارت ہوتی ہے۔ یہاں خدا نے امیین میں ایک رسول کے مبعوث ہونے کی نعمت کا ذکر فرما کر پھر ارشاد کیا۔ کہ یہی رسول آخرین میں بھی مبعوث ہوگا۔ تمام

مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت کے دو ہی معنی ہیں ایک یہ کہ آخرین کا عطف الامیین پر ہے۔ چنانچہ مدارس و مکاتب میں متداول تفسیر بیضاوی میں یہی لکھا ہے اور اس نے تقدیر عبارت یوں کی ہے کہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم ویبعثہ فی الآخرین۔ وہ اللہ جس نے امیوں میں رسول انہی میں سے بھیجا اور پھر اسے مبعوث کریگا آخرین میں دوسرے معنے یہ کہ عطف ھُم پر ہے تب عبارت یوں ہو گی کہ یتلوا علیھم وعلی الآخرین۔ یزکیھم و یزکی الآخرین ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویعلم الآخرین۔ یعنی وہ رسول ان امیوں کو آیات سنائیگا۔ پھر آخرین کو سنائیگا انہیں پاک کریگا پھر آخرین کو۔ امیوں کو کتاب و حکمت سکھائیگا۔ پھر آخرین کو۔ اب ہمارے مخالف علماء بتائیں کہ جب رسول کریم صلعم کی دو بعثتیں ثابت ہیں۔ اور ادھر یہ امر بھی مسلم ہے کہ رسول کریم بعثت اول کے بعد وفات پا چکے تو پھر آپ کی بعثت ثانی کیونکر ہو سکتی ہے سوا اسکے کہ کوئی شخص آپکا **بروز** ہو کر آئے۔ اور آپ میں فنا ہو کر آپکا ایسا ہمرنگ ہو جائے کہ وہی محمد رسول اللہ بنجائے۔ اور خدا اسے اس نام سے پکارے۔ اسکی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سلمان فارسی کے بارے میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ اب ایمان کو لانیوالا اور کون ہوتا ہے؟ نبی ہی ہوتا ہے۔ اور تو کوئی ہو سکتا ہی نہیں اب حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ اور ان کے انکار سے کافر ہو جانے کا مسئلہ بالکل صاف ہے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ دوبارہ حضرت محمد رسول اللہ ہی آئے ہیں۔ اور مرزا صاحب کا اپنا کچھ نہیں جو کچھ ہے حضرت محمد رسول اللہ کا ہی ہے اگر محمد رسول اللہ پہلے نبی تھے۔ تو اس بعثت میں بھی نبی ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ کے انکار سے پہلے انسان کافر ہو جاتا تھا تو اب بھی آپ کے انکار سے انسان ضرور ضرور کافر ہو جائے گا۔ لا نبی بعدی کی حدیث ٹھیک اور خاتم النبیین کے بھی معنے مسلم جو مخالف کرتے ہیں مگر اس اعتراض کی زد ہم پر نہیں پڑتی۔ کیونکہ خاتم الانبیاء کے بعد ہم تو کسی نئے یا پرانے نبی کے قائل نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ ہی پھر آئے ہیں۔ البتہ مخالفین پر اعتراض ہے کہ وہ مسیح بن مریم کو واپس لاتے ہیں۔ اور ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کی آمد ثانی پر یہ ایمان رکھے کہ انکی نبوت انکے ساتھ نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ مسیح بن مریم کی نبوت قرآن مجید سے ثابت ہے ہمنے مرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا۔ بلکہ اسلئے کہ خدا نے اسے **محمد رسول اللہ** فرمایا۔ کوئی نیا نبی نہیں آیا۔ نہ پرانے نبیوں میں سے بلکہ محمدؐ کی نبوت محمدؐ ہی کے پاس ہی (صلے اللہ علیہ وسلم) یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنی نبوت کو **ظلی و مجازی نبوت** کہا اور **حقیقی و مستقل نبوت** نہ کہا۔ بعض لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھے۔ مرزا صاحب امت محمدیہ کے ایک فرد تھے مرزا غلام مرتضٰی کے بیٹے تھے اور خدا تعالےٰ انکو محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ پس اس اعتبار سے کہ مرزا صاحبکا وجود محمد رسول اللہ کا وجود نہ تھا۔ پھر بھی انہیں **محمد رسول اللہ** کہا گیا وہ مجازی اور ظلی نبی ہی ہوئے اور کیا ہوئے میرا ایمان ہے کہ اگر مرزا صاحب مستقل اور حقیقی نبی ہوتے یعنی براہ راست ذاتی حیثیت سے یہ خطاب پاتے تو ہرگز ہرگز یہ درجہ نہ پاتے جو سیدنا **محمد رسول اللہ صلعم** ہو کر پایا۔ اس صورت میں تو انکا شمار اگلے انبیاء مثلاً حضرت موسیٰ حضرت عیسےٰ وغیرہما میں ہوتا۔ اور وہ بھی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے۔ مگر وہ تمام جہان کے لئے آئے کیونکہ براہ راست ذاتی طور پر نبی نہیں تھے بلکہ محمد رسول اللہ تھے اور محمد رسول اللہ وہ برگزیدہ پیمبر ہے۔ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء جمع ہوں تو بھی محمد رسول اللہ کی شان برتر ہے۔ پس مرزا صاحب کی اپنی نبوت ہوتی تو کوئی بحث کی بات نہیں تھی۔ مگر انکی نبوت تو محمد رسول اللہ کی نبوت ہے۔ ظلی اور مجازی نبی ہونا ہی انکی شان کو دوبالا کر رہا ہے اور یہ وہ شان ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کسی نے نہ پائی۔ اور اسکا ثبوت یہ بھی ہے کہ اگلے انبیاء میں سے کوئی بھی تمام جہان کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔ مگر مرزا صاحب محمد رسول اللہ ہو کر تمام جہان کے لئے مبعوث ہوئے۔ مگر بعض کم فہم معمولی بات سمجھکر آپکو مجددوں میں سے ایک مجدد ٹھہرا رہے ہیں حالانکہ اس طرح پر تو نبی کریم بھی ایک مجدد ہی تھے۔ یقیناً یاد رکھو کہ اولین و آخرین میں سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی بھی اس شان کا بشر پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ فخر اسی ذات بابرکات سے مختص ہے کہ قیامت تک کوئی حد انک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ آپکا غلام بنکر نہ آئے اور مرزا صاحب کا اپنا کچھ نہیں جو کچھ ہے محمد رسول اللہ کا ہے۔ اگلے انبیاء کو جو مستقل یعنے براہ راست نبی تھے ہرگز ہرگز یہ بات حاصل نہ تھی کہ بجز انکی غلامی اور **اتباع کامل** کے کوئی خدا تک پہنچ سکے۔ اسکے بعد آپنے حاضرین جلسہ کو خطاب فرمایا کہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنی ساری جائدادیں سارے اموال اور جانیں قربان کر دیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ غوث قطب ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گذرے ہیں۔ انکا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور اس شرف کو نہیں پا سکتے جو عظام صحابہ نے پایا۔ کیونکہ انہوں نے محمد رسول اللہ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ اور اس ذات ستودہ صفات کا فیض صحبت حاصل کیا۔ مگر اللہ نے تمہیں محمد رسول اللہ کا چہرہ مبارک دکھا کر اسکی صحبت سے مستفاد کر کے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کر دیا۔ اسی فضل تم سے چند لوگ چھین لینا چاہتے ہیں۔ تم اس متاع گرانمایہ پر قابض رہو اور اسے ڈاکوؤں سے بچائے رکھو۔ غیر احمدی تم سے مایوس ہو چکے ہیں۔ وہ تو اب اتنا ہی غنیمت سمجھتے ہیں کہ تم سے اپنا پیچھا چھڑا لیں۔ مگر تم میں سے ایک گروہ ایسا اٹھ کھڑا ہوا ہے جو محمد رسول اللہ کی نبوت کی ہتک اپنا اصل ایمان سمجھتا ہے۔ وہ زبان سے یہ بھی کہیں گے آمنا۔ مگر ایمان تو وہ لائے جو رسول کو اسکی شان کے ساتھ مانے۔ محمد رسول اللہ کو ابن عبد المطلب مان لینے سے کوئی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح اسکی بعثت ثانی میں صرف مجدد کہدینے سے مومن نہیں ہو سکتے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہدے میں محمد رسول اللہ کو ایک مجدد مانتا ہوں۔ تو کیا ایسا شخص مسلمان سمجھا جائیگا ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ نبی کی شان کو گھٹا رہا ہے اور اسکو اصلی مرتبہ نہیں دیتا۔ جو خدا نے دیا۔ پھر میرے دوستو! سنو! یہ فضل تم کو ملا۔ مگر فضل کی قدر بھی بڑی مشکل ہوتی ہے اگلے صحابہ نے جو قدر کی وہ تو ان کے کاموں سے ظاہر ہے۔ کہ ایک ایک صحابی نے جان لڑا دی اور گاؤں کے گاؤں مسلمان کئے۔ ایک عبد الرحمن بن سمرہ جو حضرت علی و معاویہ کی جنگ کے وقت کابل کی طرف چلے آئے۔ اور یہاں تمام علاقے کو مسلمان کر دیا۔ تم میں سے کتنے ہیں جنھوں نے ایک گاؤں کا گاؤں بھی احمدی بنایا ہو اگلے صحابہ کے وقت میں نہ یہ امن تھا نہ یہ ریل نہ تار نہ ذرائع تبلیغ

مگر انہوں نے یہ کام کر کے دکھایا اور تمہارے لئے سب اسباب مہیا اور تم خاموش یا سست رہو تو کسقدر افسوس کی بات ہے لما یلحقوا بہم میں جو اشارہ ہے یہ نکلتا ہے۔ کہ وہ آخرین اگلے صحابہ سے نہیں ملے اس سے مجھے ہمیشہ ڈر لگتا ہے کہ شاید تم وہ کام نہ دکھا سکو جو اگلے صحابہ نے دکھلائے خدا نے تم پر ایک فضل کیا۔ اب تم اسکی قدر کرو اور قدر یہی ہے کہ مسیح موعود کی نبوت تمام جہان کو دلائل سے منواؤ۔ کفر کا مسئلہ تو بالکل صاف ہے۔ مگر میں کچھ اور بھی کھول دیتا ہوں کفر کے ایک معنے انکار کے ہیں اور ایک بغاوت کے۔ رسولوں کے نہ ماننے پر جو کفر کا لفظ آیا ہے تو اسکے معنے صرف انکار کے نہیں کیونکہ اس طرح تو ایک نبی کے انکار کے یہ معنے ہونگے کہ فلاں شخص ۱/۱۲۴۰۰۰ کافر ہے۔ مگر بات یوں نہیں بلکہ چھٹے پارہ کے پہلے رکوع میں فرمایا کہ جو اللہ اور اسکے رسولوں کے ماننے میں تفریق کرتے ہیں یعنے رسولوں کے منکر کے بارے میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ اچھا اللہ پر تو اسکا ایمان ہے بہت سے رسول تو مانتا ہے کیا ہوا اگر ایک رسول کو نہ مانا۔ تو ایسے لوگ بھی پکے کافر ہیں کیونکہ وہ بغاوت کرتے ہیں اور بغاوت گورنمنٹ کے ہر عہدیدار کے حلقہ اطاعت میں نہ آنے سے لازم آتی ہے۔

پریزیڈنٹ کے ریمارکس

مفتی محمد صادق صاحب جو اس اجلاس کے صدر تھے انہوں نے فرمایا کہ مولانا نے منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد کی تفسیر کی ہے اور رسول اللہ صلعم جو کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فرمایا تو صحابہ کو حیرت ہوتی تھی کہ ہم محمد رسول اللہ پر ایمان لاچکے۔ اب یہ ابن مریم کیسا؟ تو آپ نے فرمایا امامکم منکم وہ تمہارا امام تمہیں میں تمہارے پاس بیٹھا ہے یعنے وہ آنیوالا کوئی غیر نہیں۔ میں ہی ہوں۔ اسکے بعد قاسم علیخاں صاحب رامپوری نے ایک تضمین کلام حقانی (مولوی علی احمد صاحب) پر نہایت خوش الحانی سے پڑھی جس پر سامعین وجد میں آگئے کیونکہ حقانی کا کلام پھر اس پر تضمین بھی عمدہ اثر ضروری تھا۔

۲۷ر دسمبر کی کارروائی

جناب حقانی علی احمد صاحب راولپنڈی نے اپنا کلام سنایا جب یہ اشعار چھپینگے تو ناظرین الفضل دل کھولکر داد دیں۔ آپنے اپنی نظم میں دارالامان کے برخلاف کوشش کرنیوالوں کا خوب ہی خاکہ اڑایا۔ اور انکی ناکامی کا نہایت عمدگی سے نقشہ کھینچا پھر جناب ثاقب مالیرکوٹلہ نے اپنی نظم سنائی۔ ثاقب جیسے کے کلام کا پایہ سخن فہم سخن سنج خوب سمجھتے ہیں۔ اک دلفریب انداز میں آپنے اپنے اشعار سنائے۔ اسکے بعد حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ مونگیر کھڑے ہوئے۔ حکیم صاحب نے بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ کی وحی ہے۔ کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف۔ اور انت منی وانا منک۔ ظہورک ظہوری۔ خدا تعالےٰ اس زمانہ میں حضرت مرزا کے ذریعے ظاہر ہوا۔ پس خدا کا نام اپنے جامع صفات کے ساتھ وہیں جائیگا۔ جہاں اس کے ساتھ مرزا جائیگا۔ اسکا نام چھپا کر تم توحید ہرگز نہیں پھیلا سکتے نہ دین واحد پر لوگوں کو جمع کر سکتے ہو۔ دنیا کا ذرہ ذرہ اور دنیا کا ہر ایک واقعہ آجکل جہاں خدا کی ہستی کی شہادت دے رہا ہے وہاں ساتھ ہی مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے جو ہر واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی میرے آقا (مرزا) کی پیشگوئی ہی ہوتی ہے پھر آپنے مسیح موعود کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمکو جس گلستان میں انہوں نے پہنچا دیا ہے۔ اب اسے چھوڑکر پھر خار دار جھاڑیوں میں نہیں آسکتے یعنے ہمارے تعلقات اخوت غیر احمدیوں سے قائم نہیں ہو سکتے۔ خصوصاً جو کچھ انکا ہم سے سلوک رہا اور ہے وہ کربلا کے واقعات کو یاد دلاتا ہے میرے مرزا نے سچ کہا ہے۔ کربلائے است سیر ہر آنم + صد حسین است در گریبانم۔ پھر بتایا کہ ان مکفر مولویوں نے تکفیر کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اور یہ کفر کا فتوے اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ کسی ملاں کی جوتی کو بشری کہدینے پر بھی کفر کا فتوے لگ جاتا تھا۔ پس اللہ نے ایک نبی ایک رسول بھیجکر ان سب لوگوں کا کفر انہی پر لوٹا دیا۔ جیسے رسول اللہ کے وقت میں تلوار کے جواب میں تلوار کا عذاب نازل ہوا۔ اسی طرح تکفیر کے جواب میں کفر کا عذاب۔ غرض آپ کی تقریر نہایت پرجوش مسیح موعود کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کا بہت شکریہ ادا کیا کہ محض اسکی طفیل ہم ابتک بچے ہوئے ہیں ورنہ ہمارا جو حال یہ لوگ کرنا چاہتے ہیں وہ کفر کے فتووں سے ظاہر ہے۔

قابلِ توجہ احمدی احباب

ہر ایک قوم کی ترقی کا بہت بڑا انحصار اس کی اولاد کی تربیت کے عمدہ ہونے پر ہوتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جس کے ذریعہ ہر ایک قوم دنیا میں زندہ رہ سکتی ہے۔ کیونکہ اگر قوم میں ایسے افراد پیدا نہ ہوتے رہیں۔ جو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ تو بہت جلدی وہ قوم تنزل کے گڑھے میں گر جاتی ہے احمدی قوم جس کا فرض دنیا میں اسلام کی اشاعت اور روحانیت کو پھیلانا ہے۔ اسکے لئے تو نہایت ہی ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس قابل بنائے کہ لوگ ان کے وعظ و نصیحت کے علاوہ انکے نیک نمونہ کو دیکھکر بھی اسلام کی طرف کھینچے چلے آئیں اور یہ ابتدائی تعلیم اور تربیت کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ ہر جگہ سکول جاری ہیں۔ پڑھائی ہوتی ہے لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ وہ تعلیم جس کی احمدی والدین کو اپنے بچوں کے لئے ضرورت ہے کہیں بھی نہیں دی جاتی۔ اگر یہ تعلیم کہیں مل سکتی ہے تو قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں جہاں طلبا کی موجودہ زمانہ کے لئے ضروری تعلیم کے ساتھ ہی دینی اور روحانی تعلیم بھی بڑے پیمانہ پر جاری ہے۔ اور طلباء کی ہر طرح غور و پرداخت کی جاتی ہے۔ کیا وہ احمدی صاحبان جو سال میں ایک دفعہ خود قادیان میں آکر اپنی روحانی پیاس کو بجھاتے ہیں۔ اور کاروبار کیوجہ سے مجبوراً زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ نہیں چاہتے کہ ان کے بچے یہاں ہر روز اس روحانی چشمہ سے سیراب ہوں اور انسانی زندگی کا بہتر نمونہ بن جائیں۔ اگر چاہتے ہیں۔ تو اپنے لڑکوں کو دونوں سکولوں میں سے جس میں چاہیں داخل کرا دیں اور ضرور کرائیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس مفید مشورہ کو عملی صورت میں پورا کر دکھائینگے